

اتوار اور جمعہ کی تاریخی حیثیت

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی

ماہ و روز:..... ابتداء مہینوں کا حساب چاند ہی سے ہوتا تھا۔ سورج کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب بہت دنوں کے بعد شروع ہوا ہے۔ اہل تاریخ کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ دنیا کی اکثر زبانوں میں مہینہ کے لیے جو لفظ ہے وہ اس زبان میں چاند کے لفظ سے مشتق ہے۔ مثلاً ماہ، شہر، منہ، (مون) ماس، آبے، فارسی، عربی، انگریزی سنسکرت اور ترکی کے الفاظ ہیں۔ جن کے معنی ہیں ”مہینہ“ اور یہ سارے ہی الفاظ چاند کے لیے ان زبانوں میں جو الفاظ ہیں، ان ہی سے بنائے گئے ہیں۔

مقدس اتوار:..... ہفتہ کے ساتھ دن اور ان کے نام اہل بابل کا کارنامہ ہے۔ یہ مظاہر پرست تھے۔ آفتاب ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ صرف اہل بابل ہی نہیں، بل کہ دنیا کی تقریباً ہر دیو مالا میں مظاہر پرستی کا یہ نشان موجود ہے۔ زمین، مقدس اور عمومی ماں اور آفتاب، ساری کائنات کا بزرگ اور قادر توانا باپ، بابل کے فرمانروا عمرو دوزین پر آفتاب کا نائب اور مدعی الوہیت اور مصر کے بادشاہ فرعون دنیا میں خیر اعظم آفتاب کے فرزند ہونے کی بناء پر خدائی کے دعوے دار دکھائی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے ہی بابل والوں نے چاند کی ۲۸ منزلوں کو دنیا کے چار عنصر آب و آتش خاک و باد پر تقسیم کر کے سات سات دنوں کے چار ہفتے مقرر کر لیے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ان سات دنوں کے نام رکھے۔ سب سے پہلا دن اپنے سب سے بڑے معبود کے نام پر رکھا۔ دوسرا مادر گیتی کے فرزند اول چندر مان دیوتا کے نام پر اور اسی طرح اپنے آسمانی دیوتاؤں مریخ، زہرہ، مشتری اور عطارد کے نام پر باقی دنوں کے نام رکھ لیے۔ اب آخری دن جو ساتواں دن تھا۔ اس کا سب سے دور افتادہ سیارہ اور اپنے جلالی دیوتا زحل کے نام پر رکھ کر اسے منہوس اور نہایت بُرا دن قرار دے دیا۔ ذرا ان کے اس کارنامے کا دیر پا اثر تو دیکھئے، آج تک لوگ ان دنوں کو ان ہی

ناموں سے موسوم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے ناموں کو دیکھئے، سن ڈے (اتوار) سورج مان دیوتا کا دن، منڈے (سوموار) چندرمان دیوتا کا دن اور اسی طرح منخوس ڈے ستر ڈے (اسٹرن ڈے) سینچر وار یعنی ستارہ زحل کا دن، اور حد تو یہ کہ آج بھی بت پرست قوموں میں سینچر کا دن، منخوس دن ہے۔ اردو میں سینچر لگنا اور سینچر ہونا، نخوست واقع ہونے کے لیے ہندوؤں کے عقیدہ ہی کی وجہ سے مستعمل ہے۔ محسن کا کوری کے مشہور قصیدہ لامیہ کا شعر ہے:

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے نوجوانوں کا سینچر ہے یہ بوزھوا منگل
اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے صدیوں منازلِ قمر کے چار ہفتے کے سات دنوں کے نام مقرر ہو چکے تھے اور یہ رواج بھی قائم ہو چکا تھا کہ اتوار کو آفتاب کا دن قرار دے کر مقدس سمجھا جائے اور اس دن کو پوجا پاٹ کے لیے مخصوص کیا جا چکا تھا۔

ہندوستان میں:..... آریا ہندوستان میں تقریباً ۱۲، ۱۵ سو سال قبل مسیح آئے اور جب آئے تو اپنے ساتھ سومریوں اور بابل والوں کے بہت سے معتقدات اور رسوم بھی لیتے آئے۔ آریوں سے پہلے جو اقوام ہندوستان میں ہستی تھیں۔ ان کے متعلق ہماری معلومات اتنی کم ہیں کہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اتوار کے دن کو وہ کیا اہمیت دیتے تھے، ہمیں نہیں معلوم۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ آریا جب ہندوستان میں آئے تو دنوں کے نام اور اتوار کے تقدس کا اعتقاد دونوں اپنے ساتھ لائے بلکہ زحل کے منخوس ہونے کا وہم بھی ان کے ساتھ ہی آیا۔ ہندوؤں کی دیومالا اور سوریا نارائن کے نام کی شاعری اس حقیقت کی شاہد ہے۔ اس کے بعد وسط ایشیاء سے یسوع مسیح آئے اور ہندوستان میں فاتحانہ داخلے کے بعد فخریہ لقب راجپوت کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ایک خاندان نے اپنا مورث اعلیٰ آفتاب عالمساب کو قرار دیا اور سورج ہنسی کے لقب سے ملقب ہوا۔ دوسرے خاندان نے جب حکومت ہاتھ میں لی تو اس نے اپنا نسب نامہ چاند سے ملادیا اور چندر ہنسی کہلایا۔ حالانکہ نسلانیہ لوگ ترک تھے۔ سورج کی پرستش کا ان میں عام رواج تھا۔ اور اسی نسبت سے اتوار کو جو سورج کے نام سے موسوم ہے۔ ان میں پوجا پاٹ کے لیے مقدس دن سمجھا تھا۔ اتوار کو سورج کے ایک ہزار نام کی جپ ہو کر تھی۔

ایران میں:..... ایران میں آتش پرستی تھی آفتاب پرستی ہی سے پیدا ہوئی۔ آگ کو حرارت کی نسبت کی وجہ سے اتوار کے دن کو تقدس کا مقام حاصل ہو گیا۔ اس دن کو روز مہر کہنے لگے۔ اور اس کے مقررہ مؤکل کو آذر کا نام دیا گیا۔

بنی اسرائیل مصر میں آفتاب کی پرستش اگر نہیں بھی کرتے ہوں پھر بھی فرعون (یعنی فرزندِ آفتاب) کی خدائی میں رہتے تھے اور اتوار کے تقدس اور اس کے اہمیت کے عادی تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں فرعون کے مظالم سے جنات بخشی اور یہ لوگ جزیرہ نمائے سینائی میں آجے تو انہیں حکم تو حید خالص ہی کا دیا گیا تھا کہ سورج اور چاند کو اپنا پروردگار نہ مانیں بلکہ اللہ وحدہ لا شریک کو اپنا خالق و رازق سمجھیں۔ لیکن یہ قوم سخت مخلون مزاج تھی۔ بائبل میں عہدِ شقی کی مقدس کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ باوجود ممانعت کے بار بار بت پرستی میں مبتلا ہوتے اور

اس کی سزا پاتے رہے۔ ابھی فرعون کے مظالم سے نجات پائے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ شروع کر دیا کہ دوسری قوموں کی طرح ہمارے لیے بھی بت بنا دیجئے کہ ہم ان کی پوجا کیا کریں۔ اس وقت تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جھڑک دیا اور خدا کے غضب سے ڈرایا، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ جل جلالہ کی طلب پر چالیس دن کے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے اپنے لیے ایک بچھڑے کی شکل کا بت بنا ہی لیا اور اس کی پوجا کرنے لگے۔

السبت:..... بنی اسرائیل کو توحید خالص کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لیے اتوار کے دن کی تعطیل اور اس کا تقدس ان کے لیے کسی طرح مناسب نہ تھا۔ یہ آفتاب پرستوں کا طریقہ تھا۔ انہیں جمعہ کے دن کو مقدس اور عبادت کا دن قرار دینے کی تعلیم دے گئے۔ مگر وہ اختلاف کرنے لگے اور بت پرستوں کے طریقہ پر قائم رہ کر اتوار کے دن کی تعطیل و تقدیس پر مصر رہے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو سزا دی کہ ہفتہ کا وہ آخری دن جو بت پرستوں میں منخول سمجھا جاتا تھا، ان کے لیے عبادت کا اور تعطیل کا دن مقرر کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ﴾

”سنچر کا دن تو ان ہی لوگوں پر مقرر کیا گیا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔“

اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہود کو بھی جمعہ ہی کے دن کا حکم دیا گیا تھا، مگر یہود نے اس سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کی طرف ہدایت فرمائی۔“

”سبت“ کے لغوی معنی قدیم عربی، سریانی، سنسکرت اور قدیم زبانوں میں سات کے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ ہفتہ کا ساتواں دن ہے۔ اس لیے اس کا نام یوم السبت ہو گیا، اور چونکہ یہود اس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ محض بے کاری اور آرام کا دن سمجھتے تھے، اس لیے زمانہ بعد میں اس لفظ کے معنی آرام و سکون کے قرار پائے اور عربی میں اب تک اس کے یہی معنی ہیں۔

یہود اگرچہ بار بار سبت کے حکم کو توڑتے بھی رہے، لیکن عام طور پر وہ اکثر زمانہ میں اس کے پابند رہے اور اس بے اعتدالی کے ساتھ پابند رہے کہ اکثر زمانوں میں انہوں نے سنچر کے غروب آفتاب تک کی نماز بھی چھوڑ دی اور تعطیل کو محض تعطیل قرار دیا، لیکن یہودیوں کے سبت کا اثر مسلسل یہود سے باہر کسی پر نہیں پڑا، بظاہر اس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک تو ان کا نسلی غرور اور دوسری وجہ ان کی سیاسی درماندگی تھی۔ یہودیوں کی سلطنت کا رقبہ تاریخ کے کسی دور میں بہت وسیع نہیں ہو سکا انتہائے عروج میں بھی بنی اسرائیل کی حکومت چند ہزار مربع میل رقبہ سے نہ بڑھ سکی۔ ظاہر ہے کہ اپنی چھوٹی حکومت چاہے بڑی ہی متمدن ہو، سطح ارضی کے بہت بڑے حصہ کو متاثر نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں یہودیوں کے سوادِ دنیا کی اور کسی قوم میں سبت کا تصور نہیں ملتا۔

دسین صبح..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور صرف ان ہی کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ:

”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“

اس لیے ان پر جدید احکام نازل نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے توریت کے کسی حکم کو منسوخ فرمایا۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔“

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے سب کے سب یوم السبت کے پابند تھے اور ہمیشہ پابند رہے۔ آفتاب پرستوں کے مقدس دن یعنی اتوار کی تقدیس کا خیال بھی ان بزرگوں کے حافیہ خیال میں نہیں آسکتا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بلکہ بہت بعد مقدس علمائے مسیحیت کو یہودی طرف سے شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا اور یہود سے مایوس ہو کر اپنے دائرہ تبلیغ کو بنی اسرائیل سے باہر دوسری بت پرست اقوام تک پھیلا کر پڑا، تو یہودیوں نے اب اور زیادہ شدت کے ساتھ ان کی مخالفت کی۔ انہوں نے بت پرستوں کی دل داری کے لیے ان کے عقائد و اعمال میں سے بہت سی باتیں اختیار کر کے اپنے لیے حمایتی پیدا کیے اس طرح دین مسیحی میں تثلیث، کرمس، ختہ کی مخالفت، خنزیر کی علت اور اتوار کے دن کی تقدیس وغیرہ بہت سی باتیں آگئیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود عیسائیوں نے سبت کو چھوڑ کر اتوار کی فضیلت قبول نہیں کی۔ اس کے لیے کلیسا کے فتاویٰ اور بادشاہوں کے جبری حکمناموں کا سہارا لیا گیا۔ لیکن سارے عیسائیوں نے اسے کبھی قبول نہیں کیا۔ آج بھی عیسائی فرقوں میں بعض فرقے سنچر کے دن کو سبت مناتے ہیں اور اتوار کی اہمیت سے انکار کرتے ہیں۔

سنچر کی بجائے اتوار کے دن کو تقدیس عطا کرنے کے لیے جو متعدد کوششیں تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں، ان میں سے یہ چار بطور نمونہ پیش ہیں:

۱۔ ۲۰۵ء میں ایلیری کونسل نے ایک تجویز اس مضمون کی منظور کی۔ مگر مسیحیوں کی ایک بڑی جماعت نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

۲۔ ۳۲۱ء قسطنطین اعظم نے ایک فرمان شاہی نافذ کیا۔ پھر بھی سچے مسیحیوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

۳۔ ۳۶۳ء میں لنڈیا کی کونسل نے ایک تجویز کے ذریعہ سنچر کے دن کام کاج کی اجازت دی، پھر بھی مسیحیوں نے

نہ مانا۔

۴۔ ۸۹ء (مطابق ۷۳۳ھ) میں چارلس میکسزڈگری کے ذریعہ اتوار کے دن کو ہفتہ وار تعطیل کا مقدس دن قرار دیا

گیا اور جرہر کے ساتھ اس حکم کو نافذ کر دیا گیا۔ لیکن اس پر بھی بہت سے مسیحیوں نے اس حکم کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج تک

ساتویں دن منیجر کے دن ہی کو مقدس سبت قرار دیتے ہیں۔

محمد المبارک:..... عرب کے صوبہ حجاز میں جو لوگ بستے تھے۔ وہ حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد تھے اور انہیں اپنے اس نسب نامہ پر ناز تھا۔ وہ ابتداء سے چوتھی صدی تک بعض اخلاقی خرابیوں کے باوجود عقیدۂ موحد تھے اور اپنے آپ کو دین ابراہیمی حنیفی کا پیروں بتاتے تھے۔ چوتھی صدی میں ایک عرب تاجر ابن الحی بلسلہ تجارت فلسطین آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرضی قبر پر سے ایک تبر کا پتھر اٹھالے گیا اور اسے کعبہ میں رکھ دیا۔ پہلے اس کی تعظیم ہوئی۔ پھر پرستش اور دو سال کے اندر تین سو ساٹھ بت کعبہ میں جمع ہو گئے، سارا حجاز بت پرستی میں مبتلا ہو گیا۔

چونکہ حجازیوں میں بت پرستی قدیم زمانہ سے نہ تھی، اس لیے دیوالا اور علم الاصنام کے قسم کی کوئی چیز ان میں پیدا نہ ہو سکی۔ ان کے ہاں ہفتہ کے سات دنوں کے نام بھی، سورج، چاند، عطارد وغیرہ کے نام پر نہ تھے۔ بلکہ یہودیوں سے ملنے ملانے اور کار باری تعلقات کی وجہ سے انہوں نے یوم احد (یعنی سبت کے بعد کا پہلا دن) یوم الاثنین (دوسرا دن) یوم الثالث (تیسرا دن) یوم الاربعاء (چوتھا دن) یوم الخمیس (پانچواں دن) یوم السبت (چھٹا دن) کہا کرتے تھے اور ہفتہ کی ابتداء یوم السبت سے کرتے تھے۔ دیوان علیؑ میں ایک نظم ہے جس میں ہفتہ کے ساتھ دن اس طرح گنے گئے ہیں۔ اول یوم السبت اور آخر یوم الجمعہ۔ اس نظم کا پہلا شعر ہے:

لنعم اليوم يوم السبت حقا لصيدان اردت بلا استراء

یوم السبت کو رسالہ مابعد میں یوم العربیہ کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یوم السبت کا مستقل نام ہی یوم العربیہ ہو گیا۔ یہی یوم العربیہ، ہجرت رسول ﷺ (ربیع الاول ۱ھ مطابق ۶۲۲ء) کے بعد سے یوم الجمعہ کہلانے لگا۔ کوئی ایسی قابل وثوق تاریخی شہادت نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہجرت رسول ﷺ سے پہلے کسی دن کا نام یوم الجمعہ تھا۔ اس کے برخلاف بکثرت راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس دن کو یوم العربیہ کہتے تھے۔

ہجرت رسول ﷺ سے پہلے مدینہ منورہ سے مکہ آکر انصار رضوان اللہ علیہم نے دو سال میں رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت ایمان و استقامت کی ہے۔ ان دونوں کی بیعتوں کو تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ کانیہ کہتے ہیں، بیعت عقبہ کانیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو اہل مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لیے روانہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے گھر گھر جا کر تبلیغ کی اور جب کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو حسب ہدایت نبوی ﷺ یہ لوگ یوم العربیہ میں بعد زوال آفتاب جمع ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ پہلے ایک خطبہ ہوتا، اس کے بعد دو رکعت نماز باجماعت۔ سب سے پہلے جس نے یہ خطبہ دیا اور نماز پڑھائی وہ اسعد بن زرارہ انصاریؓ تھے۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے نماز جمعہ محلہ بنی سالم میں ۱۹ ربیع الاول سن ۱ھ میں پڑھائی اس کے بعد سے یوم العربیہ کا نام یوم الجمعہ مشہور ہو گیا۔

اس کے کئی سال کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ ﷺ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے اور عین اسی وقت باہر سے ایک تجارتی وفد آکر مسجد کے سامنے والے میدان میں ٹھہرا۔ کچھ لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے باہر چلے آئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ ۶۲ (سورۃ الجمعۃ) نازل ہوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے اور حکم دیا گیا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ انْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

”اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو۔ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے ندا دی جائے اللہ کی یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو اور لین دین چھوڑ دو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کو علم ہو۔“

احادیث نبوی میں جمعہ کے دن کی بہت سی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں اور نماز جمعہ میں حاضری کو واجب قرار دے کر اس دن کی بہت اہمیت جتائی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة حق واجب اوصی او مریض

جماعت کے ساتھ جمعہ چار کے سوا ہر مسلمان پر ایک حق واجب ہے، وہ چار یہ ہیں: غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

تجب الجمعة اوصی او مملوك

عورت، بچہ اور غلام کے سوا ہر مسلمان پر جمعہ واجب ہے۔

من ترك الجمعة على قلبه

جس نے تین بار جمعہ کو معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر مہر کر دیتا ہے۔

نحن الاولون غدا والنصارى بعد غد

ہم ہیں اول، ہم ہیں آخر اور ہم ہیں قیامت کے دن سب سے آگے، ہاں! یہ ضرور ہے کہ انہیں (یہود و نصاریٰ کو) کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، یہی جمعہ کا دن ہے جو یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس کی انہوں نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی طرف ہدایت فرمائی۔ تو اب وہ لوگ ہمارے بعد ہو گئے۔ یہود کا دن کل ہوگا اور نصاریٰ کا پرسوں۔

حضرت شیخ الصدوق نے بھی اپنی کتاب ”من لا یحضرہ الفقیہ“ میں فضائل جمعہ سے متعلق حضرت جعفر الصادق سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں حضرت نے سنچر یا اتوار کو اختیار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی اور دوسری روایت میں قرآن مجید کی آیت ﴿وَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا﴾ کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ نماز ختم ہو جانے پر تلاش روزی کے لیے پھیل جانے کے حکم سے سنچر کے دن تلاش رزق کے لیے پھیل جانا مراد ہے۔

سنن بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز جمعہ اور خطبہ میں حاضری کے لیے مقام ذوالخلیفہ سے مسجد نبوی مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے۔ مقام ذوالخلیفہ مدینہ منورہ سے نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے، نیز مشن

سواریاں تو اس زمانہ میں تھیں نہیں۔ یقیناً یہ لوگ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر پہلے ہی پہلے ذوالحلیفہ سے چلتے ہوں گے اور نماز سے فارغ ہو کر کافی دیر کے بعد ہی واپس گھر پہنچتے ہوں گے۔

خدا اور رسولؐ کے حکم بموجب امت اسلامیہ کے ہر فرقہ و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اذان جمعہ کے بعد کاروبار حرام ہے، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جمعہ کا سارا دن بیکاری میں گزارنا فرض ہے۔ ایسا کہنا جائز نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعد ختم نماز کا بار بار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ذوالحلیفہ سے مدینہ منورہ آ کر خطبہ نماز میں شرکت کے بعد واپس ذوالحلیفہ جانے والے صحابہ کرامؓ کے پاس جمعہ کے دن کا کتنا وقت بچ رہتا ہوگا جس میں وہ بھی قیام کا کام کرتے ہوں گے۔ حکماً نہیں لیکن عملاً کیا ہفتہ وار تعطیل کا دن نہیں بن گیا تھا؟

نتائج:..... مندرجہ بالا معلومات سے ہم حسب ذیل نتائج تک پہنچتے ہیں:

(۱)..... اتوار کے دن کی اہمیت آفتاب پرستی سے وابستہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے اس دن کی کوئی اہمیت نہیں۔

(۲)..... یہودیوں کو جمعہ کے دن کا حکم دیا گیا تھا، جب انہوں نے اس سے اختلاف کیا تو سنہت کا حکم انھیں بطور سزا دیا گیا۔

(۵)..... یہودیوں کے سوا کسی مذہب میں کسی دن کو سارا دن محض بیکاری میں گزارنے کا حکم نہیں ہے۔

(۴)..... مسلمانوں کے لیے جمعہ کے دن کو مقدس قرار دیا گیا ہے، اس میں اذان جمعہ کے بعد ختم نماز تک کاروبار کرنا ناجائز ہے۔

(۵)..... مسلمانوں کو اتوار کا دن اختیار کرنے سے حضرت جعفر صادقؑ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اتوار کا دن کبھی اختیار نہیں کیا گیا۔

(۶)..... مسلمان ابتدا ہی سے جمعہ کے دن کا بڑا حصہ نماز اور اس کی تیاری میں گزارا کرتے تھے۔

(۷)..... مسلمان ملکوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہوتی تھی اور آج تک باستثنائے ایک یا دو ملک جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔

تاریخ اسلام میں جمعہ کی تعطیل کا ذکر:..... اب اس کے بعد صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ تاریخ اسلام میں جمعہ کے دن تعطیل عام ہونے کا کوئی ذکر ملتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ تاریخ میں اس کا ذکر کیوں آتا؟ یہ کون سی غیر معمولی بات تھی؟ کبھی کسی خلیفہ نے یا بادشاہ نے اس کا حکم دیا ہوتا تو اس کا ذکر آتا۔ علمائے طریقہ ابتدا ہی سے رائج ہو گیا تھا۔ عراق، شام، مصر، ایران اور افغانستان وغیرہ میں، آج تک تعطیل جمعہ کو ہوتی ہے۔ یہ

ممالک عہد صحابہؓ میں مسلمانوں نے فتح کیے تھے، اسی وقت سے یہ طریقہ وہاں رائج ہے۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان ممالک میں فلاں بادشاہ یا خلیفہ کے حکم سے اور فلاں تاریخ سے یہ طریقہ رائج ہوا، تو اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ سوچئے! تاریخوں میں عیدین کی تعطیل کے لیے بھی کوئی حکم نہیں ملتا ہے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہو سکتا ہے کہ مدینہ منورہ، کوفہ، دمشق، بغداد، قاہرہ اور قرطبہ میں عیدین کی تعطیلات نہیں ہوا کرتی تھیں۔

بات یہ ہے کہ چھٹیوں کا ہونا تاریخ کا ایسا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کا صریح ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملے، البتہ کہیں کہیں سیاحوں کے بیانات سے جمعہ اور دیگر تعطیلات میں قاضیوں، حاکموں اور بادشاہوں کی مصروفیتوں کا پتہ چلتا ہے اور واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس دن قاضیوں کی عدالت بند ہوتی تھی۔ ورنہ وہ اپنا سارا دن دیگر مصروفیتوں میں کیسے بسر کر سکتے تھے۔ مثلاً سفر نامہ ابن بطوطہ میں جمعہ کے دن کے دربار اور قاضیوں کی دربار میں حاضری کا جو ذکر موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ قاضی جمعہ کے دن اپنی عدالت میں مصروف کار نہ تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر برنیر فرانسسی سیاح جس نے ۱۶۵۶ء سے ۱۶۶۸ء تک مصر و شام اور ہندوستان کا سفر کیا ہے، اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کا دن بالکل اسی طرح ہے جیسے کیتھولک عیسائیوں میں اتوار کا دن۔

ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا طریقہ ابتدا ہی سے رائج تھا، البتہ یہ صحیح ہے کہ جمعہ کے دن دکانوں کے بند رکھنے کا کوئی سرکاری حکم کبھی جاری نہیں ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ مسلمان فرماں رواؤں نے ایسا حکم جاری کرنا بے جا دست اندازی اور حکم خداوندی کے خلاف سمجھا۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اذان جمعہ سے پہلے اور نماز جمعہ کے بعد اپنا کاروبار کرے یا نہ کرے۔

تعطیل اور چھٹی کے بھی کچھ حدود ہیں۔ اگر ہفتہ وار تعطیل کا حکم مکمل بیکاری چاہتا ہے تو اس کی تعمیل یہود بھی کبھی نہ کر سکے۔ ماضی کو چھوڑیے، آج جب کہ فلسطین میں یہودیوں کی آزاد حکومت قائم ہے اور وہاں سنچر کے دن تعطیل بھی ہوتی ہے تو کیا محکمہ پولیس، ضروریات کی دکانیں، فوجداری، دفاتر، ریڈیو، ٹیلی فون اور دیگر اہم محکموں میں سنچر کے دن کام بند ہوا کرتا ہے؟ نہیں۔

یہ تصور بھی صحیح نہیں ہے کہ بہت سے ممالک اتوار کی تعطیل کرتے ہیں پاکستان سب سے الگ متحدہ کی تعطیل کیسے کر سکتا ہے اور یہودیوں کی حکومت تو دنیا میں صرف ایک ہی ہے جہاں سنچر کے دن تعطیل ہوتی ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ سنچر کے دن تعطیل ہوتی ہے اور نداس سے ان کا کوئی کام رک جاتا ہے اور نہ پریشانی ہوتی ہے۔

محمد کی فضیلت: رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

☆..... ”تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔“ (مسلم شریف)

☆..... ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بزرگ ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔“ (ابن ماجہ)

☆..... ”جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

☆..... ”جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (ترمذی شریف)

☆..... ”جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دعا مانگے تو خدا اس کو بھلائی عطا کر دیتا ہے۔“ (بخاری و مسلم شریف)

☆..... ”شفیع المذمہین علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری ہونے تک کے درمیانی وقت میں ہے۔“ (مسلم شریف)

☆..... ”خاتم المصلین علیہ السلام نے فرمایا:

☆..... ”جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو عصر کے بعد سے آفتاب غروب ہونے تک تلاش کرو۔“ (ترمذی شریف)

☆..... ”مبشر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

☆..... ”ملائکہ مقررین، آسمان وزمین اور پہاڑ، ہواؤں اور سمندروں میں سے کوئی ایسا نہیں جو جمعہ کے دن ڈرتا نہ ہو۔“ (ابن ماجہ)

☆.....☆.....☆

از اضافات علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ عرصہ دراز کے بعد سابقہ مطبوعہ 2 جلدوں کی مکمل جدید اشاعت	فضل الباری اردو شرح صحیح بخاری	علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے علوم و فنون کی آئینہ دار ... مفصل اردو شرح... جو مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔	انوار الباری اردو شرح صحیح بخاری 19 جلد
حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے قلم کی شاہکار عظیم شرح شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث کے فن میں ہائیکورٹ کا درجہ رکھتی ہے	امانی الاحبار فی شرح معانی الآثار 4 جلد	تصنیف شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور مدظلہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اور 60 شروحات کا جامع خلاصہ	الخیر الجاری اردو شرح صحیح بخاری 6 جلد
صرف فون کیجئے اور گھر بیٹھے تمام درسی و اسلامی کتب بذریعہ ڈاک عطا جاتی قیمت پر حاصل کرنے کیلئے رابطہ فرمائیے ادارۃ تالیفات اشرفیہ پتہ: پتہ دارہ... پتہ دارہ... پتہ دارہ... پاکستان 0322-6180738, 061-4519240			